برقی تصویر

(پانچویں قسط)

مفتی شعیب عالم

اصل اور عکس کا فرق

اس عنوان کے تحت بالترتیب تین امور پر گفتگو کرنی ہے:

۱:...اصل اور عکس کے حکم میں فرق ہے۔

۲:...دونوں کا فرق روشنی کی وجہ سے ہے۔

۳:...عکس اور برقی تصویر کا فرق زیادہ جوہری اور بنیادی ہے۔

فقہاء اصل اور عکس کے حکم میں فرق کرتے ہیں۔کوئی چیز پانی میں ہو اُسے دیکھنے کا حکم کچھ ہے تو پانی کے اندر کسی شئے کا عکس دیکھنے کا حکم کچھ اور ہے۔درج ذیل عبارت میں وضاحت کے ساتھ اس فرق کو بیان کیا گیا ہے:

”....لو نظر إلی الأجنبیة من المرآة أو الماء وقد صرحوا فی حرمة المصاهرة بأنها لاتثبت برؤیة فرج من مرآة أوماء لأن المرئی مثالهٗ لا عینهٗ بخلاف مالو نظر من زجاج أو ماء هی فیه لأن البصر ینفذ الزجاج والماء فیری ما فیه ....“۔ (فتاوی شامی، فصل فی النظر واللمس، ۶/۳۷۲، ط:ایچ ایم سعید)

ترجمہ:....”اگر اجنبی عورت کا عکس آئینے یا پانی میں دیکھے،فقہاء نے حرمت مصاہرت کی بحث میں تصریح کی ہے کہ عورت کی شرمگاہ کا عکس آئینے یا پانی میں دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی، کیونکہ نظر آنے والی چیز شرمگاہ کا عکس ہے، بذاتِ خود شرمگاہ نہیں ہے۔البتہ جس صورت میں عورت کو شیشے میں یا پانی میں دیکھے تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجائے گی، کیوں کہ نظر شیشہ اور پانی سے پار ہوجاتی ہے اور جو چیز ان میں ہو وہ نظر آجاتی ہے“۔

اس فرق کا حاصل یہ ہے کہ چونکہ دیکھنے دیکھنے میں فرق ہے، اس لیے اصل اور عکس کے

احکام میں بھی فرق ہے۔ اس فرق کی وضاحت اس طرح ہے کہ دیکھنا تین طرح پر ہوتا ہے:

ا:...آنکھ اور شئے کے درمیان کوئی حائل نہ ہو۔ اس صورت میں روشنی براہِ راست آنکھ تک پہنچتی ہے۔

۲:...شیشے میں یا عینک لگا کر دیکھنا۔ اس صورت میں روشنی شیشے سے پار ہو کر آنکھ تک پہنچتی ہے۔

۳:....آئینے یا اسٹیل وغیرہ میں کسی شئے کا نظر آنا۔ اس صورت میں روشنی منعکس ہو کر آنکھ تک پہنچتی ہے۔

ان تینوں صورتوں میں سے پہلی دو صورتوں میں آنکھ اصل شئے کو دیکھتی ہے، اس لیے اس پر اصل کو دیکھنے کے احکام جاری ہوتے ہیں، جب کہ تیسری صورت میں آنکھ پر چھائیوں کو دیکھتی ہے، اس لیے اس پر عکس کو دیکھنے کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

قابل غور امر یہ ہے کہ اصل اور عکس کا فرق صرف روشنی کے براہِ راست آنکھ تک پہنچنے اور نہ پہنچنے کی وجہ سے ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روشنی کا ذرا سا فرق حکم کی تبدیلی میں اثر رکھتا ہے تو جس صورت میں روشنی بالکل تبدیل ہو جائے تو وہ تبدیلی یقیناً حکم کی تبدیلی میں مؤثر ہوگی۔

اب جن تین صورتوں کا اوپر بیان ہوا، ان میں تو روشنی اپنی طبعی حالت (Physical State) پر برقرار رہتی ہے اور آنکھ تک پہنچنے سے پہلے وہ کسی اور قوت مثلاً: برقی یا مقناطیسی یا ریڈیائی قوت میں تبدیل نہیں ہوتی، جب کہ کیمرا روشنی کی کرنوں کو برقی لہروں میں بدل دیتا ہے، جس سے روشنی کی حقیقت وماہیت بدل جاتی ہے اور عکس کا وہ بنیادی وصف فوت ہو جاتا ہے جو عکس کے وجود کے لیے ضروری ہے۔ عکس میں روشنی اُلٹے پاؤں لوٹ جاتی ہے، لیکن جب روشنی روشنی نہ رہی، بلکہ بجلی بن گئی تو اس کا لوٹنا کیسے ہو سکتا ہے؟

''والعكس في اللغة: عبارة عن رد الشيء على سننه بطريقه الأول مثل عكس المرآة، إذا ردت بصرك إلى وجهك بنور عينك''۔

(التعریفات للجرجانیؒ، ص:٦٦، طبع اولیٰ، مطبع خیریہ مصر)

خلاصہ یہ کہ عکس قدرتی لہروں کا مجموعہ ہوتا ہے، جبکہ برقی تصویر مصنوعی اور بناوٹی لہروں کے نتیجے میں تشکیل پاتی ہے۔ یہ ایک واضح فرق ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ برقی منظر کو عکس کہنا درست نہیں ہے۔ مگر اس قدرتی اور بناوٹی لہروں کے فرق کو فیصلہ کن حیثیت دینے سے پہلے دو اور نتائج بھی غور و فکر چاہتے ہیں، جو اسی فرق کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں:

الف:......ڈیجیٹل تصویر کی طرح آج کل ڈیجیٹل ساؤنڈ کا استعمال بھی عام ہے۔ اگر امام ڈیجیٹل آلہ استعمال کر کے نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو امام کی اصل آواز پہنچے گی یا اصل آواز کی باز گشت؟ کیونکہ ڈیجیٹل سسٹم میں تصویر کی طرح آواز کو بھی برقی لہروں میں بدلا جاتا ہے اور پھر اصل لہروں کی طرح لہریں پیدا کر کے امام کی آواز کی طرح آواز پیدا کی جاتی ہے، لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ

نمازیوں نے بعینہٖ امام کی آواز نہیں سنی، بلکہ ایک اور آواز سنی جو امام کی آواز کا چربہ اور نقل تھی اور نمازیوں نے اس نقل مشابہ اصل آواز کو سن کر قیام، رکوع اور سجدہ کیا، جس سے ان کی نماز فاسد ہوگئی۔

ب:.......جو پروگرام براہِ راست نشر ہوتے ہیں، ان میں بھی منظر کو برقی ذروں میں تبدیل کر کے نشر کیا جاتا ہے۔ اب اگر قدرتی اور مصنوعی لہروں کے فرق کو اس قدر اہمیت دی جائے تو براہِ راست پروگرام بھی عکس نہیں ٹھہرتے ہیں، کیونکہ وہ بھی بناوٹی لہروں کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ کلوز سرکٹ کیمرے کا بھی اضافہ کیجیے، کیونکہ وہ بھی روشنی کی شعاعوں کو برقی لہروں میں بدل دیتا ہے۔

پہلے اعتراض کا جواب آسان ہے، کیوں کہ نمازی کا خارجِ نماز شخص کے حکم کی تعمیل کرنا اس وقت اس کی نماز کو فاسد کرتا ہے، جب عمل درآمد سے مقصود اس شخص کی اتباع اور دل جوئی ہو، لیکن اگر مقصود اس شخص کی اتباع نہ ہو، بلکہ شریعت کی اتباع ہو اور وہ شخص محض واسطہ بن گیا ہو تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ظاہر ہے کہ کوئی شخص اس بے جان آلے کی اتباع نہیں کرتا ہے، بلکہ شریعت کی اتباع کرتا ہے، کیونکہ حکم ہے کہ امام کی نقل وحرکت کے ساتھ تم بھی نقل وحرکت کرو، اس آلے سے صرف اتنا معلوم ہو جاتا ہے کہ اب امام رکوع میں ہے، اب سجدے میں ہے۔ یہ ایک طے شدہ مسئلہ ہے، اس لیے زیادہ تفصیل کی حاجت معلوم نہیں ہوتی۔ تفصیل کے طالب حضرات مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''آلاتِ جدیدہ اور ان کے شرعی احکام'' ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

جو پروگرام براہِ راست نشر ہوتے ہیں، اُنہیں جب تک محفوظ نہ کرلیا جائے، وہ تصویر کی تعریف میں نہیں آتے، اور جب اُنہیں محفوظ کرلیا جائے تو پھر وہ تصویر کی ذیل میں آجاتے ہیں۔ یہی حکم کلوز سرکٹ کیمرے کا بھی ہے کہ جب تک منظر کو محفوظ نہ کیا جائے، وہ تصویر نہیں ہے، مگر جوں ہی اُسے محفوظ کرلیا جائے تو وہ تصویر کی تعریف میں داخل ہو جاتا ہے۔ البتہ اس طرح کے کیمرے سیکورٹی خدشات اور جان ومال کے تحفظ کی غرض سے لگائے جاتے ہیں، اس لیے جہاں ایسی ضرورت ہو وہاں ''شریعت کا قانونِ ضرورت'' متوجہ ہوگا۔ اگر ضرورت واقعی ضرورت ہو یعنی معقول ہو اور شریعت کی نگاہ میں قابل قبول ہو، تو ایسے کیمروں کے استعمال کی اور ان کے ذریعے مناظر کو محفوظ کرنے کی اجازت ہوگی، اور جہاں ضرورت شریعت کے معیارات اور اصولوں پر پوری نہ اترتی ہو، وہاں اجازت نہ ہوگی۔

یہ سوال کہ کون سی ضرورت شرعی ضرورت ہے اور کون سی ضرورت اردو محاورے والی ضرورت ہے؟ کون سی ضرورت حقیقی ضرورت ہے اور کون سی دنیا کے شور اور پروپیگنڈے کے زور پر اسلام کی ضرورت جتائی جا رہی ہے؟ اس کا تعین ہمارے موضوع اور بحث سے خارج ہے۔

یہ جو کہا گیا کہ براہِ راست پروگرام کو جب محفوظ کرلیا جائے تو وہ بھی تصویر کے زمرے میں آجاتا ہے، اس کے ثبوت میں وہ تمام دلائل پیش کیے جاسکتے ہیں جن کا ماقبل میں ذکر ہوا، تاہم خاص

طور پر اس فقرے کے پسِ پشت استاذ جی مرحوم مفتی عبد المجید دین پوری شہیدؒ کی سوچ کارفرما ہے، جب کبھی ان سے استفسار ہوتا کہ برقی تصویر پائیدار نہیں ہوتی تو حضرت شہیدؒ کا جواب ہوتا کہ: ''محفوظ تو ہوتی ہے۔'' کبھی یہ بھی فرماتے کہ: ''اگر یہ عکس ہے تو اصل کہاں ہے؟'' مطلب یہ ہوتا تھا کہ عکس تو ذی عکس کے غائب ہونے سے ختم ہوجاتا ہے، مگر برقی تصویر پھر بھی برقرار رہتی ہے۔

یہ اکابر کا کمال ہے کہ وہ سادہ اور مختصر لفظوں میں بہت بڑی اور گہری حقیقت بیان کرجاتے ہیں۔ اوراق کے اوراق سیاہ کرنے کے باوجود حقیقت وہی ہے جو حضرتِ استاذؒ نے ایک چھوٹے سے فقرے اور معنویت سے بھرپور جملے میں ارشاد فرمادی ہے کہ: ''محفوظ تو ہوتی ہے۔''

یہ اس قدر گہرا اور بلیغ جملہ ہے کہ اس میں کیمرے کے مقصد کا بیان بھی ہے، اختلاف کی رعایت بھی ہے، حقیقت کی وضاحت بھی ہے اور یہی جملہ تمام فنی تفصیلات کا مغز، نچوڑ، لب لباب اور حاصل ہے۔

پہلے گزر چکا ہے کہ کیمرے کی ایجاد کا مقصد اشیاء اور مناظر کا بصری ریکارڈ محفوظ رکھنا ہے۔ پچھلوں کے علوم وفنون تحریر کے ذریعے ہمارے پاس محفوظ ہیں، ماضی کے حالات اور واقعات سے زبانی حکایات اور سینہ بہ سینہ روایات کے ذریعے ہم باخبر ہیں، مگر اشیاء کا بصری ریکارڈ محفوظ رکھنا اس دن سے ممکن ہوا ہے، جب سے کیمرے کی ایجاد ممکن ہوئی ہے۔ کسی بے جان شئے کی بصری یادداشت محفوظ رکھنے میں تو حرج نہیں ہے، لیکن بصری ریکارڈ اگر جاندار کا ہو تو اس کی ممانعت ہے اور شریعت کو اس سے سخت نفرت ہے، کیوں کہ یہی چیز اکثر فتنے کا باعث بنتی ہے، طویل انسانی تاریخ اس پر شاہد ہے۔

استاذ محترم کا تبصرہ اس لحاظ سے حقیقت پسندانہ بھی ہے کہ اس کی صداقت سے موافق کے علاوہ مخالف کو بھی انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ برقی شبیہ حرام تصویر ہے یا نہیں؟ اس بحث سے قطع نظر کیا وہ محفوظ عکس ہے یا نہیں؟ جواب صرف اور صرف اثبات میں ہے اور جب برقی شبیہ محفوظ عکس ضرور ہے تو اس سے بندھا اگلا سوال یہ ہے کہ عکس تو جائز ہے، لیکن محفوظ عکس بھی جائز ہے؟

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ '' پائیدار اور محفوظ'' میں لفظی فرق اور تعبیر کا اختلاف ضرور ہے، لیکن مقصد اور نتیجے میں دونوں برابر ہیں۔ پائیداری کا مقصد بھی حفظ اور ضبط ہے اور جب یہی مقصد ہے تو دونوں میں سوائے لفظی اختلاف کے کوئی اور فرق نہیں ہے۔ اور یہ بحث بھی اس صورت میں ہے جب تصویر کے لیے قیام ودوام کی شرط کو ایک لازمی شرط کے طور پر تسلیم کیا جائے، ورنہ اگر اس شرط کو وزن نہ دیا جائے یا کم از کم اسے فیصلہ کن حیثیت نہ دی جائے، جیسا کہ ہم بحث کر آئے ہیں، تو پھر کوئی اختلاف ہی نہیں رہتا ہے۔

(جاری ہے)